کوئی مانے نہ مانے ہمارا تو یہی عقیدہ ہے
خدا دیتا ہے مگر صدقہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

الاعتقاد القوی

فی

مسئلۃ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مُصنّف

استاذ العلماء قاضی محمد عظیم نقشبندی

ریٹائرڈ ضلع قاضی کوٹلی آزاد کشمیر

مجلس العلماء اہلسنت

وادی بناہ کھوئی رٹہ آزاد کشمیر

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب: الا عتقاد القوی فی مسئلة میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف: حضرت علامہ مفتی محمد عظیم نقشبندی
(سابق ضلع قاضی کوٹلی آزاد کشمیر)

کمپوزنگ: صغیر احمد قادری (قادری کمپوزنگ دینہ)

ڈیزائننگ: ممتاز شریف مغل (قادری کمپوزنگ دینہ)

زیر اہتمام: صغیر احمد قادری، قاری محمد مسعود نقشبندی

قیمت:

سن اشاعت: ربیع النور شریف ۱۴۳۱ھ بمطابق مارچ 2010ء

ملنے کا پتہ

قاضی محمد عظیم نقشبندی 0355-7502193

جامعہ محمدیہ حنفیہ کھوئی رٹہ 0300-5315223

جامعہ مسجد عباس گھوڑا 0346-5286259

المدینہ پبلی کیشنز پرانی سبزی منڈی جی ٹی روڈ دینہ

0300-9536420,0300-5134237

ناشر: مجلس علماء اہلسنت وادی بناہ کھوئی رٹہ آزاد کشمیر

کوئی مانے نہ مانے ہمارا تو یہی عقیدہ ہے   خدا دیتا ہے مگر صدقہ محمد ﷺ کا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الاعتقاد القوی فی مسئلة میلاد النبی ﷺ

آفتاب نبوت اور مہر رسالت کی جلوہ گری

ربیع الاوّل کا مہینہ، پیر کا دن، صبح صادق کی ضیاء افروز سہانی گھڑی تھی، رات کی سیاہی چھٹ رہی تھی اور دن کا اُجالا تیزی سے پھیلنے لگا تھا، سورج مشرق کی دبیز تہہ سے نکل کر کرۂ ارضی کی ہر شی پر نور بکھیرنے، اور جانب مغرب منازل طے کرنے کیلئے بے تاب اور پر تول رہا تھا جب مکہ کے سردار حضرت عبد المطلب کی جواں سال بہو، عنفوان شباب کی عفت آمیز، حسن بار، بہاروں کو سمیٹنے والی بیوہ کے حسرت و یاس کی شب دیجور میں ڈوبے، ایک عام اور سادہ سے مکان میں ازلی سعادتوں اور ابدی مسرتوں کا نور چمکا، اور ایک مولود مسعود نے جنم لیا جس کے رخ تاباں نے نہ صرف اپنی غمزدہ ماں کی حقیقی خوشیوں سے مسرور اور ہمکنار کیا، بلکہ ہر دکھی دردمند، اور درماندہ انسان کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر دی، اس نوارنی پیکر کی جلوہ نمائی سے صرف حجرہ آمنہ کے در و دیوار ہی نہیں جگمگائے بلکہ روئے زمین کا ہر وہ گوشہ چمک اُٹھا جہاں محرومیوں، مایوسیوں اور استحصالیوں نے ڈیرے جما رکھے تھے، اس مولود پاک کی تشریف فرمائی نے صرف حجاز مقدّس کے خفتہ بخت کو ہی بیدار نہیں فرمایا، بلکہ افریقہ کے صحراؤں، یورپ کے دریاؤں، روس کے مرغزاروں، ایران کے سبزہ زاروں، چین کے بازاروں، اور ہندوستان کے پہاڑوں میں ہوا و ہوس کی زنجیروں میں جکڑی انسانیت کو بھی

رہائی کا مژدہ جانفزا سنایا، قتل وغارت کے دل دادہ، جوا، اور شراب نوشی کے رسیا، بت پرست، مکہ اور حجاز کے خدا فراموش باشندے، خداشناس ہی نہیں بنے بلکہ اقوام عالم کے ہادی اور راہ نما بنے، عرب اور عجم کے ہر مکیں کے لئے میخانہ معرفت کے دروازے کھول دیئے اور اعلان فرمایا جس کا جی چاہے آگے آئے اور اس مہ طہور سے لبریز جام نوش جاں کرے، انسانیت نغمہ سنج ہوئی کہ جورو تشدد ظلم وستم سے خزاں رسیدہ گلشن کو سرمدی بہاروں سے آشنا کرنے والا اور کھلنے کی تمنا لئے سرنگوں غنچے پھولے نہ سمائے کہ انہیں شگفتہ پھول بنانے والا آیا۔کلیوں کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی کہ انہیں رنگ ونکہت، رعنائی اور صفائی بخشنے والا آیا۔

علم و دانش کے سمندر ناپیدا کنار میں بے مصرف اور مستور آبدار موتی شوق نمود ونمائش میں انگڑائیاں لینے لگے، قہر ذلت میں انسانیت کو گرانے والے ظلم و جفا کے آہنی پنجے خدا ترسی تحمل و بردباری کے دست وبازو بن کر ایثار و ہمدردی کے پیکر بن گئے، ایسا کیوں نہ ہوتا؟ کہ آفاق ارضی پر بسنے والی انسانیت کا ہادی اور راہنما آ گیا، اور یہ مولود مسعود "كنت نبیا وآدم بين الروح والجسد" کا تاج سجا کر اور رحمة للعالمین کا پیغام اور آئین لے کر آیا ہے:

مولای صل وسلم دائما ابدا　　　علی حبیبك خیر الخلق كلهم

میلاد کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پاک، دن کی عزت، مقام پیدائش کی عظمت، اور ان واقعات کا تذکرہ کرنا جو وقت ولادت ظہور پذیر ہوئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود اقدس کی خوبیوں اور ان اوصاف کو بیان کرنا جو تشریف آوری کے موقعہ پر دیکھی گئیں، ان میں سے کوئی بھی چیز اور کوئی بھی امر شرک اور بدعت کے زمرہ میں نہیں آتا، انشاء اللہ اس پر مختصر گفتگو کی جائیگی، وباللہ التوفیق۔

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لغوی معنی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا دن اور پیدائش کی جگہ ہے۔

اگر صرف اس لغوی معنی پر ہی غور کیا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ اس میں شرک کی نفی اور عقیدہ تو حیدہ کا ثبوت ہے کیونکہ جب یہ کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ بارہ ربیع الاوّل، سوموار کے دن حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی آغوش نامدار میں تولد ہو کر تشریف لائے تو بغیر کسی تمہید، بغیر کسی دلیل کے یہ اقرار کیا گیا اور ثابت کیا گیا کہ آپ ''الہ''، نہیں، خالق نہیں بلکہ مخلوق ہیں، آپ کے والدین ہیں جن کے ہاں آپ نے تولد فرمایا، آپ عربی ہیں ہاشمی ہیں، آپ کا خاندان ہے کیونکہ آپ حضرت عبد اللہ کے بیٹے اور حضرت عبد المطلب کے پوتے ہیں، اللہ وہ ہے جو احد، صمد، لم یلد، لم یولد، اور لم یکن له کفوا احد ہے۔

جس طرح میلاد النبی ﷺ کہنے ماننے اور منعقد کرنے سے شرک اور بت پرستی کا عقیدہ پاش پاش اور مسمار ہو جاتا ہے اسی طرح یہود اور نصاری کے عقائد باطلہ کی بھی تردید ہو جاتی ہے کیونکہ وہ عیسیٰ علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام کو نعوذ باللہ خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔

اور اگر میلاد النبی ﷺ کے اجزائے ثلثہ، وقت، دن اور مقام کو زیر بحث اور پیش نظر رکھا جائے تو بھی ان میں شرک کی کوئی بات معلوم ہوتی ہے نہ استنباط کی جا سکتی ہے، کیونکہ یہ تمام چیزیں مخلوق ہیں وقت اور دن کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے، ''واللہ یقدر اللیل والنھار'' اور مقام پیدائش کے بارے میں فرمایا ''ان اول بیت وضع للناس للذی ببکة مبارکا الایة'' رہی یہ بات کہ میلاد شریف کے بیان میں آپ کی ولادت سے متعلقہ جو واقعات پیش کئے جاتے ہیں وہ بھی شرک کی نفی کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا وقت ولادت، یوم ولادت اور مقام ولادت انتہائی عظمت، عزت اور رفعت کے حامل ہیں۔ اس لئے کہ ان کی نسبت اور تعلق اس ذات گرامی سے ہے جو راوف الرحیم، رحمة للعالمین، اکرم الاولین والآخرین، اور افضل الخلق ہے، اس ذات اقدس سے تعلق، اور نسبت نے وقت ولادت کے، دن اور مقام کو عظمتوں اور رفعتوں کی بلندیوں سے ہمکنار فرمایا ہے

،اس کی مثال قرآن حکیم کی یہ آیہ مقدسہ ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وسلام علیه یوم ولد،یوم یموت ویوم یبعث حیا" (مریم)

ترجمہ: سلامتی ہوزکریا علیہ السلام پر جس دن ان کو پیدا کیا گیا اور سلامتی ہوان کے لئے جس دن ان کو موت سے ہمکنار کیا جائیگا اور سلامتی ہواس پر جس دن ان کو زندہ کر کے اٹھایا جائے گا، اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام پر یوم ولادت، یوم وفات اور یوم بعث کے حوالے سے سلام فرمایا ہے، جو آپ کے واسطے سے ان دنوں کی عظمت کا نشان ہے۔اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان دنوں کو حضرت زکریا علیہ السلام سے تعلق خاص اور نسبت خاص حاصل ہے، یہ دن بنانے والا اللہ، ان کو عظمت اور شرف دینے والا بھی اللہ، ان خصوصیات اور تعلقات خاصہ نے ان دنوں کو باقی ایام پر فضیلت بخشی اور عظمت عطا فرمائی کیونکہ ان دنوں کی نسبت ایک پیغمبر اور اللہ کے نبی سے ہے، اللہ تعالیٰ کا ان دنوں میں پیغام سلامتی نازل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ جن ایام کا تعلق اور نسبت اللہ کے نبی سے ولادت کے حوالے سے ہو یا وفات و بعثت کے اعتبار سے ہو وہ ایاّم باقی تمام ایاّم سے افضل، اعلیٰ، غیر معمولی عظمتوں، بے پایاں رفعتوں اور برکتوں کے آئینہ دار، اور علمبر دار ہوتے ہیں، دوسرا کوئی بھی دن، ان دنوں کے مساوی، یا ہم مرتبہ نہیں ہوسکتا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: "والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا" (مریم) ترجمہ: مجھ پر سلامتی ہو جس دن میں پیدا ہوا، اور سلام ہو مجھ پر جس دن میری موت واقع ہوگی، اور سلام ہو مجھ پر جس دن مجھے زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کے یوم والادت اور وفات اور یوم بعث کو خصوصی اور انفرادی طور پر ذکر فرماتے ہوئے ان کی عظمت اور رفعت کو چار چاند لگا دیئے۔عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے یوم ولادت، یوم وفات اور یوم بعث کو باقی ایاّم سے ممتاز فرماتے ہوئے اپنے آپ پر سلام بھیجا۔ ہر دو آیات سے ثابت ہوا کہ جس دن اللہ کا نبی تولد ہوتا ہے وہ سارے

دنوں سے افضل اور بلند مقام رکھتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اُلوہیت کے بعد اوصاف وکمال کا حامل اور جامع مرتبہ نبوت اور رسالت کا ہے۔ جس دن اوصاف اور کمالات کا جامع اللہ کا نبی جلوہ گر ہو وہ دن باقی دنوں سے کیوں افضل نہ ہو؟ سید الانبیاء، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سوموار کے دن تولد ہوئے۔ جس طرح آپ ﷺ سید الاولین والآخرین اور افضل الخلق ہیں ،اور بقول حافظ شیرازی ؎

''بعد از خدا توئی قصہ مختصر''

ہیں اسی طرح آپ ﷺ کی ولادت پاک کا دن سوموار سب دنوں سے افضل ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی نے نقل فرمایا: ونقل الطحطاوی علیہ الرحمة فی حواشی الدر المختار عن بعض الشافعیة ان افضل اللیالی لیلة مولده علیه السلام ثم لیلة القدر، ثم لیلة السراء والمعراج، ثم لیلة عرفة، ثم لیلة الجمعة ،ثم لیلة النصف من شعبان ،ثم لیلة العید''(روح المعانی جلد ۱۵)

ترجمہ: امام طحطاوی علیہ الرحمہ نے بعض آئمہ شافعیہ کے حوالے سے نقل فرمایا ہے کہ سال کی تمام مقدس راتوں میں وہ رات افضل ہے جس رات سحر /دن میں رسول اللہ ﷺ تولد ہوئے ،اس رات / سحر کے بعد لیلۃ القدر، معراج کی رات، پھر ذی الحج کی نویں یعنی 'عرفہ' کی رات ،پھر شعبان کی پندریں رات ،اور پھر عید کی رات۔

مذکورہ بالا عبارت سے ثابت ہوا کہ میلاد النبی ﷺ کی رات تمام عظیم راتوں سے افضل ہے، کیوں نہ افضل ہو اگر اس رات کو برکتیں بانٹنے والے اور عظمتوں کے عطا کرنے والے رفعت وشوکت کی بلندیوں سے ہمکنار کرنے والے نہ آتے تو ان راتوں کا وجود اور ظہور نہ ہوتا، (سوموار کا دن عظمتوں اور جلوتوں کا آمیں ہے) ملاحظہ ہو حدیث پاک:

رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت پیر (سوموار) کو ہوئی۔

حضرت ابوقتادہ روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا سوموار کے دن کا روزہ رکھنے کا کیا سبب ہے؟

یعنی آپ سوموار کے دن کیوں روزہ رکھتے ہیں؟ فرمایا!

"ذاك یوم ولدت فیه وانزل علی فیه" (مسلم)

ترجمہ: یہ وہ دن ہے جس دن میری ولادت ہوئی، اور اسی دن مجھ پر نزول قرآن ہوا۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کرتے ہیں کہ

"ولد رسول الله ﷺ یوم الاثنین وواستنبئی یوم الاثنین وخرج مهاجرا من مكة الی المدینة یوم الاثنین ، ونزلت المائده یوم الاثنین" (البدایه والنهایه ، ج ص)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سوموار کو تولد ہوئے اور سوموار کو ہی آپ پر وحی آئی، مکۃ المکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت سوموار کو فرمائی، اور مدینہ میں سوموار کے دن ہی جلوہ افروز ہوئے، اور سوموار کے دن ہی آپ نے ظاہری طور پر پردہ فرمایا، دیوار کعبہ میں حجر اسود نصب کرنے کی تاریخ بھی سوموار کو ہوئی، اور سوموار کے دن ہی سورہ مائدہ کا نزول ہوا۔

مندرجہ بالا روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ سوموار وہ بے مثال، بے بدل دن ہے جس میں روح کائنات، باعث ایجاد عالم، بانی اسلام، جان ایمان محمد رسول اللہ ﷺ جلوہ گر ہوئے، جن کی آمد سے یہ دن لازوال اور باکمال کتاب کا روپ دھار گیا جس کے ہر باب اور ہر عنوان سے رسول اللہ ﷺ کی علوشان، اور رفعت مقام کی داستان ملتی ہے۔ گویا تاریخ کائنات میں یہ ایک انوکھا دن ہے۔ جس کی سرمدی بہاروں میں واقعات اسلام کے پھول کھلے ہیں، یہ دن انسانیت کی پیشانی کا ایک ایسا جھومر ہے جس کی چمک کو قیامت تک آنے والے کارواں انسانیت زادراہ بنا کر منزل مقصود کی طرف رواں دواں رہیں گے،

رسول اللہ ﷺ سوموار کے دن تولد ہوئے اس لئے سوموار میلاد النبی ﷺ کا دن ہے۔ اس دن کو رسول اللہ ﷺ نے یوم ولادت کے طور پر خود منایا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ

"سئل رسول الله ﷺ عن صوم الاثنين فقال فيه ولدت وفيه انزل عَلىّ"

(رواہ مسلم، مشکوۃ ص ۱۷۹)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے سوموار کے دن روزہ رکھنے کی نسبت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس دن ہم پیدا ہوئے اور اسی دن ہم پر وحی کی ابتداء ہوئی، نبی کریم ﷺ نے پیر کے دن کو روزہ رکھ کر بطور یادگار اور بطور یوم ولادت اس دن کو منایا۔ جس سے ثابت ہوا کہ عید میلاد النبی منانا بدعت نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ مسلمانوں کو یہ دن اس لئے بھی منانا چاہیے کہ اس دن رب ذوالجلال نے انہیں دو بلند پایہ انعام سرمدی عطا فرمائے ہیں، ایک رحمت بیکراں، اور دوسرا نعمت بے پایاں ہے ایک رحمۃ للعالمین ہے اور دوسرا مسلمانوں کے لئے نعمت، شفاء اور رحمت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"واتممت عليكم نعمتى ' اور' وننزل من القرآن ماهو شفاء ورحمة للمومنين"

دوسرے لفظوں میں اس دن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حامل قرآن اور قرآن دو عظیم نعمتوں سے نوازا اور اس نعمت کبریٰ کے عطا فرمانے پر اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو ممنون احسان بھی فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "لقد منّ الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا" گویا بارہ ربیع الاول کا دن رحمت خداوندی کا ایک سمندر ناپید کنار ہے جس کی طلاطم خیز امواج نے انسانیت کی کشت ویران کو سیراب کر کے ہریالی اور شادابی سے ہمکنار فرمایا ہے۔ یعنی پیر کا دن جو مصطفٰے ﷺ کی ولادت کا دن ہے دو بڑے، بڑے اعزازات اور انعامات کو اپنے جلو میں لے کر طلوع ہوا۔ جن کی عظمت اور کرامت کو اجاگر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا:

"لقد منّ الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے بے شک یقیناً مؤمنین پر احسان عظیم فرمایا کہ اس نے ان کو عظیم المرتبت پیغمبر، اور رفیع المقام قرآن حکیم ایسی کتاب عطا فرمائی، ان دو نعمتوں، اور رحمتوں کے ملنے پر ایک تو اس دن کو بطور یادگار منانا چاہیے اور پھر بطور تشکر اللہ کے حضور سربسجود ہونا چاہیے اور ان سرمدی انعامات کی عزت، قدر، اور تشہیر کرنی چاہیے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"ذکرھم بایام اللہ ان فی ذالک لایات لکل صبار شکور" (الرعد)

ترجمہ: اے موسیٰ علیہ السلام آپ بنی اسرائیل کو وہ دن یاد دلائیں جن دنوں اللہ تعالیٰ نے انہیں عظیم قسم کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں، بے شک صبر اور شکر کرنے والوں کیلئے اس میں نشان ہائے قدرت ہیں، آیہ مقدسہ کی تفسیر کرتے ہوئے امام رازی نے فرمایا:

"ومنھا ماکان ایام الراحۃ والنعماء مثل انزال المن والسلوی، وانفلاق البحر و تظلیل الغمام" (کبیر ج طص)

ترجمہ: ایام اللہ سے مراد وہ دن بھی ہیں جن دنوں میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعونیوں کے عذاب سے نجات دے کر راحت اور سکون عطا فرمایا اور انعامات کی برسات کی جیسے ان کی استدعا پر کھانے کیلئے من وسلوی نازل فرمایا دریائے نیل کو پھاڑ کر ان کے لئے ہموار راستہ بنایا، اور بادلوں سے سایہ کیا، معلوم ہوا ایام اللہ سے مراد وہ دن بھی ہیں جن دنوں میں بنی اسرائیل کو القابات سے نوازا گیا اللہ تعالیٰ نے ان دنوں کی عزت وقدر کرنے، بطور یادگار منانے اور ان نعمتوں کے حصول پر اللہ تعالیٰ کے شکر کرنے کا حکم دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان امور کی یاددہانی پر مامور فرمایا اور حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو ان انعامات کی ارزانی پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے کی تلقین اور تبلیغ کریں، ثابت ہوا جس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندے یا بندوں پر اپنا کوئی انعام یا فضل نازل فرمائے اس دن کو یادگار بنانا اور اس دن نازل ہونے والے انعامات کے عوض اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا لازمی اور ضروری ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کا منشاء بھی

ہے۔قرآن مجید کے بیان فرمودہ اس کلیہ کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کے یوم پیدائش کو بطور یادگار منانا،اور اس دن نازل ہونے والے قرآن،اور تشریف لانے والے صاحب قرآن کو نعمت کبریٰ جان اور گردان کر شکر اور خوشی کا اظہار کرنا لازمی اور ضروری ہے۔اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں،سبب پوچھا گیا تو انہوں نے عرض کیا کہ اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرعون سے نجات عطا فرمائی تھی ہم اس کے شکریہ میں روزہ رکھتے ہیں۔اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"فنحن احق وادنی بموسیٰ منکم" (مشکوۃ ص ۱۸۰)

ترجمہ:ہم تم سے موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ حقدار،اور زیادہ قریب ہیں،پھر

"فصامہ وامر بصیامہ"

ترجمہ:خود بھی اس دن روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی عاشورہ کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔اسلام کے ابتدائی دنوں میں یہ روزہ فرض تھا بعد میں اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی،اسی روزہ کی نسبت رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ عاشورہ کا روزہ رکھنے سے یہود کے ساتھ مشابہت نہیں ہو جاتی؟ فرمایا آئندہ سال اگر زندگی رہی تو ہم دو روزے رکھیں گے یعنی آپ ﷺ نے عاشورہ کا روزہ چھوڑا نہیں بلکہ ایک اور روزہ کا اضافہ فرما کر روزہ عاشورہ کا استحباب باقی رکھا۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ دن منانا،اور مقدس دن میں نازل شدہ انعامات کا تذکرہ کرنا،اور ان کے عطا ہونے پر شکر الٰہی بجالانا سنت انبیاء ہے۔بدعت نہیں،حضرت زکریا علیہ السلام کے دن کی عظمت پر قرآن نے مہر تصدیق ثبت کی اور اللہ تعالیٰ جو ان تمام عظمتوں اور برکتوں کا پیدا کرنے والا اور عطا فرمانے والا ہے اس نے خود اس دن کے حوالے سے

زکریا علیہ السلام پر سلام فرمایا:

"وسلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا"

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ بنی اسرائیل کو ان ایام مقدسہ کی یاد دلاؤ، ان کی عظمت اور برکت بتاؤ، ان ایام میں میرے انعامات کی تفصیل اور تکریم بتاؤ، حضور ﷺ نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھا، اور رکھوا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رشتہ نبوت کی بناء پر ان ایام کی عظمت، برکت اور رفعت کی تائید اور توثیق فرمائی، یہ تمام حقائق اس بات پر شاہد ہیں کہ رحمت، اور نعمت والے دن لائق تشکر، اور موجب تذکار ہیں، ان کی یادگاری، اور ان کے اوقات میں نازل شدہ انعامات باعث تعظیم اور توقیر ہیں۔ صرف یہ ہی نہیں بلکہ اللہ کے ہاں ان کی عظمت اور رفعت مطلوب اور محبوب بھی ہے جس دن حضرت زکریا کی ولادت ہو وہ اس قدر عظمت اور کرامت کا حامل ہے کہ اللہ رب العزت اس پر سلام فرمائے، اور وہ ایام اس قدر علو اور مرتبت کے حامل ہیں جن دنوں میں قوم موسیٰ علیہ السلام پر من وسلوی کا نزول، سورج کی تپش حدت سے بچانے کیلئے بادل ان پر سایہ کریں۔ موسیٰ علیہ السلام کی فوج کیلئے دریائے نیل کا سینہ چیر کر ان کیلئے خشک گزرگاہ بنادی جائے، ازل سے لے کر ابد تک، اور تخلیق کائنات میں بارہ ربیع الاول / سوموار کے دن سے بڑھ کر کون سا دن علوشان رفعت مقام، سرمدی سعادتوں اور برکتوں والا ہوسکتا ہے اس لئے کہ یہ وہ دن اور وہ تاریخ ہے جس دن اور جس تاریخ میں کائنات کے دولہا ہر شی، ہر عالم، ہر سہ، اور مہ کیلئے رحمت، اور بخشش کے خزانے ہائے بے پایاں لے کر آئے، درماندہ، فرومانده انسانیت کی خوشحالی کا پیغام لائے۔ شرک وکفر کی شب دیجور میں خفتہ انسانیت کیلئے تزکیہ اور تطہیر کا نور لے کر آئے، آپ کے نزول اجلال نے آغوش پستی سے ہمکنار، زبوں حالی سے دوچار انسانیت کو اتنا اوج کمال عطا فرمایا کہ آسمانوں کی بلندیوں پر چمکنے والے ستارے اس کی گردراہ کو ترسنے لگے، اسی دن حراء کی بلند

وبالا چوٹی کو چار چاند لگے کہ اسی دن جبریل نے ''اقراء باسم ربك الذی خلق'' پڑھ کر کائنات عالم میں آپ کی نبوت و رسالت کا اعلان فرمایا، اور نزول قرآن کی بنیاد رکھی کیا آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات حضرت زکریا علیہ السلام کی ذات سے کمتر ہیں؟ کیا قرآن حکیم کی عظمت وشان، من وسلوی، بادلوں کے سائے، نیل کے پھاڑنے سے کم ہے؟ اگر ان چیزوں کے حوالے سے ایام اللہ برکت اور عظمت کے حامل ہیں تو نزول قرآن کے حوالے سے پیر کا دن کیوں عظیم المرتبت، اور وسیع الرحمت نہیں؟ اگر زکریا علیہ السلام کا یوم ولادت اس قدر، قدر و منزلت کا حقدار اور آئینہ دار ہے کہ خالق کائنات اس دن زکریا علیہ السلام پر سلام فرما رہا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام اپنے یوم پیدائش پر سلام بھیج رہے ہیں تو بارہ ربیع الاول پیر کا دن کیوں قابل قدر، اور لائق یادگار نہیں؟ جبکہ اس دن سید الانبیاء اور روح کائنات کی تشریف آوری ہوئی۔ اس دن رہنما ہونے والے تمام واقعات عین اسلام، اور ملنے والی خصوصیات اسی ذات مقدسہ مطہرہ کی مرہون منت ہیں۔ جن کی جلوہ گری نے اس دن کو یہ اعزاز بخشا ہے۔ صفا ومروہ کی پہاڑیوں پر حضرت ہاجرہ کے قدم لگے، پاؤں کے تلوؤں کا مسام ہوا وہ شعائر اللہ بن گئیں، جس پتھر پر حضرت ابراہیم کے پاؤں لگے اس پتھر نے پاؤں کو چوما وہ مصلیٰ بن گیا، جن پتھروں کے ڈھیر نے ابراہیم اور اسماعیل کے ہاتھوں ترتیب پا کر عمارت کی شکل پائی وہ عمارت بیت اللہ کہلائی، جن دنوں قوم موسیٰ کو انعامات سے نوازا گیا وہ ایام اللہ بنے، اسماعیل وتلہ للجبین کی صورت دھار کر ذبیح اللہ ہوئے، عیسیٰؑ پھونک جبریل سے ہوئے پیدا تو روح اللہ کہلائے پیر کے دن غار حراء سے آقائے دوجہاں قرآن لیکر آئے تو محمد رسول اللہ ہوئے۔

عصائے موسیٰ، صالح علیہ السلام کی اونٹنی، دنبہ اسماعیل، اصحاب کہف کے کتے اور دیگر کافی اشیاء کے تذکرے قرآن میں موجود ہیں۔ ان تذکروں کا مقصد ان تمام اشیاء اور امور کی

جاودانی، غیر معمولی حقیقت اور حیثیت کو بیان کرنا ہے جس کی تہہ میں وہ نسبت کارفرما ہے جو انبیاء اور اولیاء کے ساتھ قائم اور دائم ہے۔

بارہ ربیع الاول کا دن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں اس لئے منایا جاتا ہے کہ اس دن کی نسبت اور تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مقدسہ سے ہے، اور اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار تشکر کے طور پر روزہ دار ہو کر یہ ثابت فرمایا کہ میرے یوم ولادت پر خوشی اور تشکر کا مظاہرہ کرنا، اور بطور یادگار اس دن کو منانا بدعت نہیں بلکہ میری سنت ہے، قرآن حکیم نے آدم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور تخلیق کا پورا واقعہ بیان کیا، پیدائش، پرورش، اور واقعات زندگی کی ہر کڑی کو بڑی شرح وبسط سے بیان فرمایا، سیرت و کردار نبوت اور رسالت سے متعلقہ امور کی انجام دہی، اور اس کے نتیجے میں ملنے والے جوابات کی تفصیلات پر بھی روشنی ڈالی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئی تو تشریف آوری سے قبل کی حقیقت اور حالت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

''الم نشرح لك صدرك'' لغت عرب میں صدر الشیء اول الشیء کو کہا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے آیہ کریمہ کا معنی یہ ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم نے آپ کیلئے ابتداء کو نہیں کھولا، ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے اس آیت کا معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"وصدر الشی ایضاً اوله ففی التعبیر به ایماء الی انه اول الرسل وجودا کما انه آخرهم شهودا علی ما ورد اول ما خلق الله نوری او روحی و کنت نبیا و آدم بین الماء والطین" (شرح بدء الامالی ص ۳۵، مقیاس النور ص ۳۴)

صدر الشیء شی کے اول کو کہا جاتا ہے، یہاں صدر الشی کے لفظ کو استعمال کرنا اس طرف اشارہ ہے کہ تمام رسولوں سے اول ہیں، جیسا کہ آپ کا ظہور سب سے آخر میں ہوا، اسی وجہ سے حدیث پاک میں وارد ہوا ہے، "اول ما خلق الله نوری" آپ نے فرمایا سب سے پہلے

اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا، یا میری روح کو، اور میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔ ملا علی قاری کی تفسیر اور تشریح سے معلوم ہوا کہ گلشن رسالت کے پہلے پھول آپ ہیں، اور سلسلہ تخلیق کائنات کی پہلی کڑی آپ ﷺ ہیں۔

بلکہ خود آپ نے اس کی وضاحت، اور توثیق کرتے ہوئے فرمایا! تخلیق کائنات سے قبل اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا مزید اپنے مقام کی وضاحت فرمائی کہ میں اس وقت بھی فلک نبوت کا آفتاب تھا جب آدمیت اور انسانیت کا وجود تک نہ تھا، نبی کریم ﷺ کے پشتہائے انسانی میں جلوہ گری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: "ونری تقلبك فی الساجدین" جب تم توحید پرستوں کی پشت میں منتقل ہوتے رہے اس وقت بھی تم ہماری نگرانی، اور نظر التفات میں رہے ہماری آغوش رحمت نے تجھے ڈھانپے رکھا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اسی آیہ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں:

"من نبی الی نبی حتی اخرجت نبیا" (ابن عساکر، البدایہ والنہایہ جز۲ ص۲۳۹)

اس آیہ کریمہ میں رب ذوالجلال نے آپ کے وجود (مادہ مقدسہ) کے پشت در پشت انتقال کا تذکرہ کرتے ہوئے ان پشتوں کی تعریف اور توصیف بیان کی کہ وہ کوئی عام انسان نہ تھے بلکہ نبی تھے، یعنی حقیقت تو نور ہے مگر اس نور کو جو مادی جامہ پہنایا گیا وہ اسقدر شان وقدر کا حامل تھا کہ بوقت انتقال التفات رحمت کے ظلال میں اس مادہ کے حامل شخص کو انتقال سے پہلے نبوت کا اعلیٰ مرتبہ، اور بلند مقام عطا کیا، ایام پرورش کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"الم یجدك یتیما فاوی"

حب الٰہی میں شیفتگی، شوق دیدار اور انتظار وحی میں وارفتگی کی کیفیت کے ذکر میں فرمایا، "ووجدك ضالا فهدی" خزینہ ہائے رحمت وبخشش کی ارزانی کے عنوان میں فرمایا "ووجدك عائلا فاغنی" حیات طیبہ کی ہر آن اور ہر ساعت کی قسم کھا کر فرمایا "لعمرك

انهم لفی سکرتهم یعمهون " جس شہر میں آپ کی ولادت ہوئی اس شہر کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا "لا اقسم بھذاالبلد وانت حل بھذاالبلد" چہرے کی قسم کھا کر فرمایا "وما ینطق عن الھوی ،ان ھو الاوحی یوحی" چشم ہائے مبارک کی عظمت میں فرمایا "وما زاغ البصر وما طغی" قلب اطہر کی وسعت اور قوت پر فرمایا "ما کذب الفوادمارای" گفتگو کی قسم کھائی "وقیلہ" غرضیکہ رب ذوالجلال نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے قبل از ولادت حالات و واقعات کو بیان کیا بعداز ولادت آپ کی ذات، صفات کا چرچا کیا، اور قسمیں کھائیں، "یاسین والقرآن الحکیم ، انك لمن المرسلین " آپ کی ذات اور شان بیان کرنے والے قرآن کی قسم کھا کر آپ کی سرمدی، عالمگیر رسالت کا اعلان فرمایا: "ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی " فرما کر یہ واضح فرمایا ہر لمحہ اللہ کی رحمت بیکراں کا مرکز اور محور آپ کی ہی ذات شریفہ ہے۔ اور فرشتے جس کے حضور سجود نیاز لٹاتے ہیں، وہ آپ کا ہی آستانہ نبوت ہے، آپ کو مختلف صفتی ناموں سے پکارا گیا "یاایھا النبی ، یا ایھا الرسول ، یاایھاالمزمل، یاایھاالمدثر" تمام اوصاف جامع ، یہ جملے معجزانہ کیفیت اور جامعیت کے حامل ہیں، ملاحظہ ہوں۔

"وما محمد الارسول ،محمد رسول اللہ،وما ارسلنك الا رحمة للعالمین "

قرآن حکیم آپ پر نازل ہوا اس کی قراءت، معانی اور تفاسیر کا بیان آپ کی زبان مبارک سے ہوا، قرآن معجزہ کلام ہونے کی وجہ سے زندہ، تابندہ اور ابدی معجزہ ہے عرب کے مانے ہوئے فصحاء اور بلغاء ایک آیت تک کا مقابلہ نہ کر سکے، نزول قرآن، قراءت قرآن، ادائے معانی و تفاسیر سورتوں کے مکی و مدنی ہونے کے تناظر میں یہ معجزۃ النبی ﷺ ہے۔ شان نبوت، آن رسالت، اور مقام محمدی کی تعبیر اور تشریح ہے۔ گویا رسول اللہ ﷺ کی شان بیان کرنے والی ایک آیت یا آیات نہیں بلکہ پورا قرآن ہے، جس طرح قرآن معجزہ کلام ہے اسی طرح آپ کی

شان اور مقام بھی معجزہ ہے معجزہ ماہیت نبوت کا لازم ہے جو نبی ہوگا وہ صاحب معجزہ ہوگا، یہ محال ہے کہ نبی اور رسول تو ہو مگر صاحب معجزہ نہ ہو، معجزہ نبوت کی دلیل اور ثبوت ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''محمد رسول الله'' محمد اللہ کے رسول ہیں یہ دعوائے رسالت ہے، جس کیلئے دلیل اور ثبوت کا ہونا لازمی تھا اللہ تعالیٰ نے دلیل اور ثبوت کیلئے قرآن حکیم بطور دلیل عطا فرمایا جتنا دعوی بڑا ہوگا اتنی ہی دلیل بڑی اور مضبوط ہوگی۔ دلیل کا بطلان دعوی کا بطلان ہوا کرتا ہے دلیل کا اعجاز دعوی کا اعجاز ہے۔ اہل عرب عربی زبان کے ماہر ہونے کے باوجود اس دلیل کے اعجاز کے حضور خمیدہ سر ہوئے اور گویا ہوئے کہ اس کا مقابلہ اور معارضہ کرنا طاقت بشری سے بالاتر ہے۔ جب دلیل معجزہ ہے تو جس ذات کی یہ دلیل ہے وہ ذات بھی معجزہ ہے اس کے مقام کا احاطہ کرنا اور کما حقہ بیان کرنا محال ہے۔

اسی لئے حافظ شیرازی علیہ الرحمہ بول اٹھے: لایمکن الثناء کما کان حقه '

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر''

میلاد النبی ﷺ کیا ہے؟ حضور ﷺ کے والدین کریمین کے شخصی حالات، بوقت ولادت ظہور پزیر ہونے والے واقعات کو بیان کرنا یہ بیان نظم مین ہو یا نثر میں جائز، مستحب، اظہار تشکر، اثبات توحید اور نفی شرک ہے حرام، ناجائز یا بدعت نہیں، اس کا تفصیلی بیان آگے آرہا ہے۔

جائے ولادت، سرزمین مکہ میں واقع عقی ابن ابی طالب کا سفید چونے سے تعمیر کیا ہوا اور سفید چونے سے ہی پلستر ہونے والا وہ مکان ہے جس نے اللہ کے محبوب کے پائے ناز کو بوسہ دے کر عرش پایہ کا مقام حاصل کر کیا، جس کو محمد بن یوسف حجاج بن یوسف کے بھائی نے ایک لاکھ دینار کے عوض خرید کر اپنے مکان کا حصہ بنایا، ہارون الرشید کے در خلافت میں جب اس کی رفیقہ حیات حج کرنے مکۃ المکرّمہ آئی تو اس نے اس مکان کو حاصل کر کے گرا دیا اور اس

جگہ ایک عالی شان مسجد تعمیر کروائی۔ (سیرت حلبیہ، ج۱ص۵۹تا۶۰)

بارہ ربیع الاول پیر کے دن اس مکان میں جہاں ازلی سعادتوں کا نور چمکا ولادت کے وقت آپ کی والدہ سلام اللہ علیہا کے پاس حضرت عثمان بن ابی العاص کی والدہ تھیں فرماتی ہیں

"فینا شیء انظره فی البیت الا نور وانی انظر الی النجوم تدنوا حتی انی لا قول لیقعن علیّ" (البدایہ والنہایہ ج۲ص۲۴۶)

ترجمہ: فرماتے ہیں حجرہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے اندر جتنی اشیاء تھیں ان سے نور کے پھول پھوٹ رہے تھے وہ حجرہ بقعہ نور بنا زمین وآسمان کے درمیان بصری اور شام کے درمیان حجابات اور اندھیروں کو کافور کر رہا تھا اس نور کی ضوءفشانی کا یہ عالم تھا کہ دیواروں اور چھت سے محصور اور محجوب حجرہ کے اندر سے آسمان کے ستاروں کو حجرہ کے قریب تر دیکھا ستارے اس قدر قریب ہو گئے تھے کہ میں یہ کہتی کہ ستارے مجھ پر گر جائیں گے۔ نبی کریم ﷺ کا اپنا فرمان ہے کہ

"ورءیا امی التی رأت حین حمل بی کانه خرج منها نور اضاءت له قصور الشـــام" (البدایہ والنہایہ ج۲ص۲۴۵) ترجمہ: میں اپنی والدہ ماجدہ کا وہ خواب ہوں جس مین انہوں نے دوران حمل یہ دیکھا تھا کہ ان کے جسم سے ایک نور نکلا ہے جس کے اجالے نے انہیں ملک شام کے محلات دکھائے۔ پھر فرمایا:

"ثم لما وضعته رأت عیانا تاویل ذالك كما رأته قبل ذالك ها هنا"

(البدایہ والنہایہ ایضاً)

ترجمہ: پھر جب اس نور کو (یعنی مجھے) جنم دیا تو جاگتے ہوئے بچشم سر ملک شام کے محلات دیکھے جس طرح پہلے عالم خواب میں دیکھے تھے۔

یہ وہی نور تھا جو حضرت عبداللہ کی جبین سعادت میں چمکتا تھا، جس کو ورقہ بن نوفل کی بہن ام قتال نے حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کی مگر حضرت عبداللہ کا نکاح قریش کی ایک بلند پایہ

سیرت وکرادر کی حامل خاتون آمنہ رضی اللہ عنہا میں منتقل ہو گیا تھا۔

حافظ ابن کثیر نے تحریر فرمایا: "کان بین عینیی عبد اللہ قبل ان یجامع آمنة من النور، فانتقل ذالك النور الباهر الی آمنة بمواقعته ایاها" (البدایہ والنہایہ ج ۲، ص ۲۴۴)

ترجمہ: سیدہ آمنہ کی قربت سے قبل یہ نور حضرت عبداللہ کی دونوں آنکھوں کے درمیان چمکتا تھا، قربت کے بعد یہ نور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو منتقل ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ولدت من نکاح لامن سفاح" (البدایہ والنہایہ ایضاً)

ترجمہ: میری ولادت باقاعدہ نکاح کے تحت عمل میں لائی گئی ہے بغیر نکاح کے نہیں۔

ہشام بن محمد الکلبی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ "کتبت للنبی ﷺ خمسمائة ام فما وجدت فیھن سفاحا ولا شیئا مما کان من امر الجاھلیة" (البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۳۹) موٴرخین نے نبی کریم ﷺ کی ماؤں کی تعداد پانچ سو تحریر کی ہے، ان میں کوئی ایک بھی بدکردار، اور امور جاہلیت کی پیروکار نہ تھی، پہلے ذکر ہو چکا کہ آپ کا مادہ مقدسہ نبی کی پشت سے نبی کی طرف منتقل ہوتا رہا ہے۔ نسب کی پاکیزگی، طہارت، اور فضیلت کو خود بیان فرمایا: "ان اللہ اصطفی من ولد ابراھیم، اسماعیل، واصطفی من بنی اسماعیل بنی کنانة واصطفی بنی کنانة قریش واصطفی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم" (مسلم، البدایہ والنہایہ ج ۲، ص ۲۳۹)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم علیہ السلام سے اسماعیل علیہ السلام کو، منتخب فرمایا اور اولاد اسماعیل علیہ السلام سے بنی کنانہ کو چنا، اور بنی کنانہ سے قریش کو ممتاز فرمایا، اور قریش سے بنی ہاشم کو فضیلت دی، اور بنی ہاشم میں مجھے سب سے افضل بنایا، یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جتنی نسل ہوئی ہے ان سب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے افضل، اور اعلیٰ بنایا ہے۔

حدیث مبارک گواہ ہے رسول اللہ ﷺ نے پوری وضاحت سے اپنا نسب بیان فرمایا ہے،

اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی جانے فضیلت، اور فضیلت پر روشنی ڈالی۔ اور آخر میں تمام اولاد ابراہیم سے اپنے آپ کو اعلیٰ، افضل اور منفرد قرار دیا۔ آپ کا یہ ارشاد بھی موجود ہے

"انا سید ولد آدم یوم القیامة ولا فخر" (البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۴۰)

صحیح حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا میں اس پر فخر نہیں کرتا۔

اس حدیث میں بھی آپ ﷺ نے پوری اولاد آدم پر اپنی سیادت اور قیادت کو ثابت کیا اور بیان فرمایا ہے۔ ان احادیث مذکورہ بالا سے ثابت اور واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر بنی ہاشم تک اپنا پورا شجرہ نسب بیان فرمایا اور ان کی تعریف کی، پھر آپ نے خلاصہ اور نتیجہ کے طور پر اپنی انفرادیت اور علوشان اور مقام کو بیان فرمایا۔ بلکہ اسی عنوان کی دوسری حدیث میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں

"انا خیر ھم نفسا، وخیر ھم بیتا" (البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۳۹)

ترجمہ: میں اپنی ذات وصفات کے لحاظ سے ان سب سے افضل ہوں اور اپنے حسب ونسب کے لحاظ سے بھی سب سے افضل اور بہتر ہوں۔

نوٹ: راقم نے اس کی تشریح اور تفصیل اپنی کتاب "توضیح الدلائل بجواب پانچ اہم مسائل" میں ذکر کی ہوئی ہے یہاں نقل کرنا خوف طوالت کے باعث مناسب نہیں۔

اگر رسول اللہ ﷺ کے حسب ونسب کو بیان کرنا۔ حضور ﷺ کی عظمت شان، اور افضلیت مقام کو بیان کرنا اور میلاد النبی ﷺ منانا شرک اور اپنا علو مقام کیوں واضح فرماتے؟

جبریل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان الفاظ میں تعریف کی،

"عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ قال لی جبریل قلبت الارض من مشارقها ومغاربها فلم اجد رجلا افضل من محمد"

(حاکم، بیہقی، البدایہ والنہایہ، ج۲ص۲۴۰)

ترجمہ: حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ میں نے مشارق اور مغارب کی پہنائیوں کو چھان مارا ہے مگر آپ جیسا (اے محمد ﷺ) میں نے کوئی بھی نہیں دیکھا۔ فارسی کے شاعر نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے:

آفاقہا گردیدہ ام، مہر بتاں ورزیدہ ام

بسیار خوباں دیدہ ام، لیکن تو چیز دیگری

حریم بن اوس روایت کرتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبد المطلب نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا "انی ارید ان امتدحك فقال رسول الله ﷺ قل لا یفضض الله فاك فانشاء یقول"

ترجمہ: اے اللہ کے رسول ﷺ میں آپ کی مدح یعنی تعریف اور خوبیوں کو بیان کرنا چاہتا ہوں (مجھے اجازت دیجئے) آپ نے فرمایا کہو: اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو رسوا نہ کرے، جس کے دو شعر نقل کئے جاتے ہیں:

وانت لما ولدت ،اشرقت الارض وضائت بنورك الافق

فنحن فی ذالك الضیاء وفی النور وسبل الرشاد نحترق

(البدایه والنهایه جـ۲ صـ۲۶۱)

ترجمہ :یارسول اللہ ﷺ جب آپ تولد ہوئے تو روئے زمین روشن ہوگئی، اور آفاق ارضی آپ کے نور کی وجہ سے چمک اُٹھے۔

اب ہم اس روشنی، نور اور ہدایت کی راہوں پر گامزن اور فیض یاب ہو رہے ہیں اسی طرح حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آپ کے روبرو یہ شعر پڑھا:

واحسن منك لم ترقط عینی ۔ واجمل منك لم تلد النساء"

خلقت مبراء من کل عیب　　　کانك قد خلقت کماتشاء

ترجمہ: آج تک میری آنکھوں نے آپ جیسا حسین نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ خوبصورت انسان (بیٹا) کسی ماں نے جنا ہی نہیں،

اللہ تعالیٰ نے آپ کو (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہر عیب سے پاک پیدا فرمایا ہے یوں دکھائی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی پسند کے مطابق پیدا فرمایا ہے۔

یعنی آپ حسن و جمال اور مرتبہ وکمال میں بے مثل اور لامثال ہیں۔خوف طوالت نے مزید اقتباسات سے روک دیا ہے ورنہ قابل قدر ذخیرہ نعت خوانی زیب قرطاس کیا جاتا۔

حضرت جبریل علیہ السلام، حضرت عباس، حضرت حساب بن ثابت نے آپ کے روبرو مخاطب کر کے جو مدح سرائی کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف پسند فرمائی بلکہ حضرت حسان بن ثابت اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو قابل رشک دعاؤں سے نوازا۔اگر رسول اللہ کی توصیف کرنا شرک، ممنوع یا بدعت ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعاؤں اور داد تحسین دینے کی بجائے روک دیتے، منع فرمادیتے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اور توصیف جس طرح آپ کی حیات ظاہریہ میں محبوب، اور مقبول تھی، اور داد تحسین کے لائق تھی اسی طرح آج بھی ہے، اور جس طرح حیات طیبہ میں ذات اقدس کیلئے موجب فرحاں ومسرت تھی، اسی طرح آج بھی ہے۔کیونکہ آپ کی موت دائمی ابدی نہیں صرف آپ کو کائنات کی ظاہری اور مادی آنکھوں سے اوجھل کردیا گیا ہے، اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو حضرت عباس اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آپ کی موجودگی میں یہ اشعار پڑھ کر آپ کا میلاد بیان کیا ہے حضرت عباس کا یہ کہنا کہ:۔

”انت ولدت اشرقت الارض　　　وضاء ت بنورك الافق

میں ذکر ولادت ہے اور واقعات وافضلیت ولادت نہیں؟ کیا اس حدیث شریف کی ترجمانی اور تفسیر

نہیں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: "ورؤیا امی التی راءت حین حمل بی کانه خرج منها نور اضاءت له قصور الشام" (البدایہ والنہایہ، ج ۲ ص ۲۴۵)

نبی کریم ﷺ کے، حضرت عباس اور حضرت حسان بن ثابت نے، ولادت پاک کا ذکر اور یوم ولادت ظہور پذیر ہونے والے معجز نشان واقعات کو بیان کیا ان تمام احادیث کی اسناد صحیح اور قوی ہیں، ان شواہد کے ہوتے ہوئے میلاد النبی ﷺ کے منانے آپ کی ذات وصفات کے تذکرے کو بدعت کہنا علم و دانش کی کمی ہے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے یوم ولادت کو روزہ رکھا اور فرمایا میں اس دن پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر آغاز وحی ہوا۔ حدیث پہلے گزر چکی ہے معلوم ہوا یوم ولادت، اور یوم نزول قرآن کو منانا، اور اس دن نازل، اور ملنے والی دو نعمتوں کا ذکر کرنا، ان کے فضائل اور کمالات بیان کرنا بدعت نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے، قرآن حکیم نے خود عیسیٰ اور موسیٰ علیہما السلام کے یوم ولادت اور اس موقعہ پر پیدا ہونے والے مافوق الفطرت حالات وواقعات اور مسئلہ رضاعت تک بیان کیا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے۔ کہ انبیائے کرام کے ایام ولادت، اور ان میں رونما ہونے والے خرق عادت کی صورت میں حالات و واقعات کو بیان کرنا سنت الٰہیہ ہے بدعت نہیں۔ میلاد النبی ﷺ کو بدعت اگر بنیاد پر کیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کے زمانہ میں میلاد النبی ﷺ کا التزام، اہتمام تھا اور نہ وجود، تو جواباً کہا جائیگا کہ اس کلیہ اور اصول کی روشنی میں پوری انسانیت کا ایک فرد بھی نہ بچ سکے گا، بلکہ ہر فرد امت اسکی زد میں آئیگا گمراہ ہوگا اور بحکم حدیث "کل ضلالة فی النار" کے تحت جہنم کا ایندھن بنے گا، جن علوم کیلئے کالج، مدارس، اور یونیورسٹیاں بنا کر کروڑوں روپیہ خرچ کیا جارہا ہے ان میں اکثریت ان علوم کی ہے قرون اولیٰ مین جن کا نام ونشان اور تصور تک نہ تھا، مثلاً صرف، نحو، معانی، بلاغت، اصول فقہ، اصول حدیث اصول تفسیر، علم الکلام منطق، معقول وغیرہ تو کافی بعد کی پیداوار ہیں۔

ان علوم کے مدون کرنے والے، اپنی گرانمایہ زندگیاں، اور بلند پایہ قیمتی صلاحیتیں اور شب و روز ان کو اوج کمال تک پہنچانے والے، نظر دقیق اور فکر عمیق سے ان کی نوک پلک سنوارنے والے سب علماء و ماہرین نعوذ باللہ بدعتی ہوئے، اور ارتکاب بدعت کی پاداش میں نعوذ باللہ جہنمی ہوئے؟ اگر یہی اصول اور کلیہ برقرار رہے کو چودہ صدیوں میں دامن اسلام میں کون مسلمان رہ جاتا ہے۔ مذکورہ بالا علوم کے فروغ، تدوین، اشاعت اور تدریس کیلئے تعمیر شدہ جامعات، مدارس، اور یونیورسٹیاں اور اس ضمن میں خرچ ہونے والے کروڑوں روپے سب کے سب روح اسلام کے منافی، اور تعلیمات نبویہ کی صریحاً خلاف ورزی اور فرمان رسول ﷺ کے خلاف علی الاعلان بغاوت ہے اور اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب کو دعوت دینے کا باعث ہے۔ یہ عظیم الشان مسجدیں، فلک بوس منارے لاکھوں میں مزین ہونے والے محراب، عہد رسالت میں تھے؟ ہرگز نہیں، کیا ان کو بدعت کے مجسمے اور منافع قرار دیکر گرادیں گے؟ قاطع بعت، قاطع ضلالت کے علمبردار سپاہ پاکستان سے کمپیوٹرائزڈ توپیں، طیارے، ٹینک اور دیگر ریڈار سسٹم، سیٹلائٹ نظام وغیرہ چھین کر ان کے ہاتھ میں تلواریں، نیزے، تیر، کمان دیکر جنگ میں جھونک کر امید فتح کے شادیانے بجائیں گے، اگر بدعت کا معنی اور تعریف وہی کیا اور لیا جائے "کہ چونکہ میلاد منانا" دور رسالت میں نہ تھا اس لئے بدعت ہے، تو دور حاضر کی ہر چیز اس کی لپیٹ میں آجائے گی اور ہر ہر چیز بدعت اگلتی، اور انسانی زندگی بلکہ ایمانی حیات کا ہر سانس بدعت کی فضاؤں میں نکلتا ہوا نظر آئیگا۔ بدعت کی تعریفات میں علمائے اسلام کے اقوال ہم نے اپنی "کتاب راہ اجر' درمسئلہ اذان برقبر" میں ذکر کردیئے ہیں۔ خوف طوالت سے یہاں ذکر نہیں کئے جارہے۔ صرف حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان فرمودہ تعریف پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے ملاحظہ ہو:

"ماحدث ممایخالف الکتاب اوالسنه اولاثر اوالاجماع، فھو ضلالة،

وماحدث من الخیر ممالا یخالف شیئا من ذالك فلیس بمذموم" (مرقاۃ)

ترجمہ: جوامر جدید کتاب سنت، اثر صحابی، اور اجماع امت کے خلاف ہو وبدعت ضلالۃ ہے اور جو ان میں سے کسی ایک کے بھی مخالف نہ ہو امر خیر ہو وہ کام برا نہیں بلکہ بدعت حسنہ ہے بلکہ بدعت وہ امر ہے جو کتاب، سنت، عمل صحابی، اور اجماع امت کے مخالف اور معارض ہو یہ کام بدعت ضلالۃ ہے ایسے امر کا ارتکاب مذموم اور حرام ہے اور جوامر جدید ان چار امور سے متصادم، مناقص نہ ہو اور کارِ قر ہو وہ امر مستحق اور بدعت حسنہ ہے اس کا بجالانا موجب خیرو برکت، اور باعث ثواب اور اجر ہے۔

آیئے دیکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد مبارک قرآن وسنت، اثر صحابی، یا اجماع امت کے خلاف اور معارض ہے یا موافق؟ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قبل از ولادت مادہ مقدسہ کے اطوار وانتقالات کو "نری تقلبك فی الساجدین" میں بیان فرمایا ہے، اور آپ کی جائے پیدائش کی تعریف کرتے ہوئے "لا اقسم بھذ البلد، وانت حل بھذا البلد" سے قسم کھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قبل از جلوہ گری، اور جلوہ گری حین حیات ظاہریہ تک زندگی کے ہر لمحہ کی تعریف وتوصیف کرتے ہوئے قسم کھائی ہے فرمایا: "یعمرك انھم لفی سکرھم یعمھون" آپ کے چلنے پھرنے، گفتگو کرنے، چہرہ انور، بال مبارک، چشمہائے حق بین، قلب اطہر آپ کی ابتداء اور انتہا کی تعریف کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوموار کے دن اپنی ولادت اور نزول وحی کے تذکار اور شکریہ میں روزہ رکھا، حضرت عباس، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما نے آپ کے روبرو بحوالہ ولادت امور خارقہ سعادت کا ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بوقت ولادت والدہ کے دیکھنے کی تائید کی، بوقت ولادت حضرت عثمان بن ابی العاص کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ نے وہ امور خارقہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھے اور بیان کئے، میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی چیزوں کو بیان کیا جاتا ہے ان میں کونسا امر قرآن اور

سنت کے مخالف اور مغائر ہے۔ولادت عیسیٰ ، ولادت موسیٰ علیہما السلام کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔

ذکر قرآن میں موجود ہے بوقت ولادت والدہ عیسیٰ ہاتھوں رونما ہونے والے واقعات کرامات بعداز ولادت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات اورقوم کو جوابات دینے کی تفصیل موجود ہے موسیٰ علیہ السلام بند صندوق میں پانی کی لہروں پر تیرنا، قصر فرعون میں پہنچ جانا،صندوق کو نکالا جانا،اور موسیٰ علیہ السلام کا اس سے نکالا جانا،آپ کی والدہ کا آپ کے فراق اور تضرق پر کلیجہ منہ کو آنا، اللہ تعالیٰ کا الہام اور سکینہ کے ذریعے ان کا غم دور کرنا اور تسلی دینا،آپ کی والدہ کے دودھ کے علاوہ تمام عورتوں کا دودھ پیش کرنا مگر اللہ تعالیٰ کا آپ کو نہ پلوانا، پانی کی موجوں پر چلتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام کے صندوق کی نگرانی پر مامور آپ کی ہمشیرہ کا ذکر قرآن میں موجود نہیں؟ ماننا پڑیگا کہ یہ واقعات میلا دالنبی ﷺ کی اصل اور دلیل ہیں ،میلا د مصطفےٰ ﷺ ہرگز بدعت نہیں بلکہ امر جائز،امر مشروع اور امر ثواب ہے۔

یقول محدث ابن جوزی علیہ الرحمہ میلا د مصطفےٰ کا آغاز اربل کے بادشاہ الملک المظفر ابوسعید نے کیا،سیرت کی کتاب ''محمد رسول اللہ کے مطابق مغرب کے سلاطین اور اندلس کے خلفاء اس تقریب سعید کا اہتمام کیا کرتے تھے؛ الجزائر کے بادشاہ ابوحمد اپنے دار الحکومت تلمستان میں میلا دالنبی ﷺ کی شب بہت بڑی دعوت کا اہتمام کرتے تھے ،جس میں عوام وخواص مدعو ہوتے تھے۔جلسہ گاہ کو بھینی بھینی خوشبوؤں سے معطر کیا جاتا اعلیٰ قسم کے قالین بچھائے جاتے ،علماء وفضلاء آتے ،گاؤ تکیہ جات رکھے جاتے ،عمدہ لذیذ، مرغن کھانے تیار کر کے کھلائے جاتے ہر شخص کا چہرہ پر وقار،اور پر انوار ہوتا ،بارگائے رسالت میں نعتیہ قصائد واشعار کے گلدستے پیش کیے جاتے ،مختلف پروگراموں سے اس محفل کو ترتیب دیا جاتا حاضرین کے دلوں کو راحت اور نفوس کو مسرت حاصل ہوتی۔(راح الارواح ،ضیاء النبی ملخصاً)

ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ میلاد النبی ﷺ کے دن اللہ تعالیٰ نے دو بہت اہم اور عالمگیر، سرمدی انعامات اور احسانات پر اس کا شکریہ ادا کیا کرو، ارشاد باری تعالیٰ ہے "واشکروا نعمة الله ان کنتم ایاه تعبدون "(النحل) اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

"فابتغوا عند الله الرزق واعبدوه واشکروا له الیه ترجعون" (العنکبوت، ۱۷)

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ سے رزق کو طلب کیا کرو، اور اس کا شکریہ کیا کرو، اس کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ مزید فرمایا: واذ تاذن ربکم لئن شکرتم لا زیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید" (ابراہیم، ۷)

ترجمہ: اور یاد کرو، جب تمہیں مطلع فرمایا تمہارے رب نے اس حقیقت سے کہ اگر تم پہلے احسانات پر شکر کرو گے تو میں مزید اضافہ کردوں گا، اور اگر تم نے ناشکری کی تو جان لو کہ یقیناً میرا عذاب شدید ہے۔

اور بھی متعدد مقامات پر انعامات الٰہی پر شکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے سورج، چاند، ستارے، ہوا، روشنی، میوہ جات، غلّات، دولت وثروت، عزت، اقتدار، کان، آنکھیں، دل، صحت، جوانی، سب رب ذوالجلال کی نعمتیں ہیں۔ اور ان کے حصول پر شکر کرنا واجب ہے، مگر یہ سب فانی اور عارضی ہیں، اگر ان پر شکر کرنا واجب ہے تو جو ذات نعمت کبریٰ، رحمت عظمیٰ، ہادیء اعظم محسن کائنات، روح موجودات ﷺ ہے اس کی تشریف آوری پر شکر کرنا کیوں واجب نہیں؟ اس احسان سے بڑھ کر اور کون سا احسان ہے؟ اور اس نعمت سے بڑی اور کون سی نعمت اور رحمت ہے، یہ تو وہ ذات بالا صفات ہے جس نے بندے کا رشتہ خالق کائنات سے جوڑا، جس نے انسانیت کے خفتہ وریختہ بخت کو بیدار کیا اور سنوارا، یہی وہ ذات ہے جو گلشن آدمیت کیلئے

ابر رحمت بن کر آئی، زمان ومکان کی حدود و قیود سے وراء ی، ہر تشنہ لب انسان کیلئے جام معرفت لے کر آیا، اور ہر کہ ومہ کے لئے درہائے حریم قدس کھول دیئے، اس سرمدی احسان، اور رحمت بے پایاں کی ارزانی پر ادائے شکر کی ذمہ داری ہم پر عائد نہیں ہوتی؟ اس نعمت عظمیٰ کا شکر ادا کرنے پر اللہ نے بے پناہ مزید نعمتیں دینے کا وعدہ نہیں فرمایا؟ سرور دو عالم ﷺ کی ذات کریمانہ وہ جلیل القدر اور جزیل المقام انعام ہے جس کے عطا کرنے پر رب ذوالجلال نے بطور خاص اپنے بندگان خاص مومنین کو جھنجھوڑ کر فرمایا: "لقد من الله علی المؤمنین اذبعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ایاته ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین" (آل عمران،۱۶۴)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر یقیناً احسان فرمایا، جب اس نے ان میں سے ایک رسول بھیجا، جو ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھتا اور انہیں پاک کرتا ہے، اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگر چہ یقیناً اس سے پہلے وہ واضح گمراہی میں تھے۔

یہ انعام ایک خصوصی شان کا حامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس انعام سے خصوصی طور پر اہل ایمان کو مشرف فرمایا، ہر دور اور ہر زمانہ میں اہل ایمان اس نعمت کبریٰ کا شکر ادا کرتے آئے ہیں جیسا کہ پہلے ہم نقل کر آئے ہیں، تغیر زمانہ کے ساتھ گو انداز اور اطوار مختلف تھے، مگر جذبہ شکر ہر عمل اور ہر طریقے کی تہہ میں داخل کار رہا، میلا دالنبی ﷺ کے موقع پر اہل ایمان کے آنگن حیات میں خوشی ومسرت کا نور پھیلنے لگتا ہے رنگ برنگی جھنڈیوں کو لہرا کر سنت جبریل کا احیاء، جلوس نکال کر اہم مدینہ کے ساتھ، وابستگی، محافل نعت وتقاریر کا انعقاد کر کے، حضرت عباس، حضرت حسان کی غلامی اور پیروی کا عملی مظاہرہ کرتے ہیں، اور اس کے عوض بارگاہ رسالت سے نگاہ التفات کی تبریک اور بارگاہ رب العزۃ سے فضل عظیم، اور انعام جزیل کے حقدار ٹھہرتے ہیں۔

رب صل وسلم دائما ابدا علی حبیبك خیر الخلق کلھم

آپ کی ولادت باسعادت پر آتش کدہ فارس بجھ گیا کہ جہنم کے دروازے بند ہوئے، ایوان کسریٰ کے کنگرے ٹوٹے کہ حقیقی شان وشوکت والا آیا، جھوٹی آناؤں کا زمانہ جاتا رہا والدہ محترم کو شام کے محلات دکھانے سے اس طرف اشارہ ہے کہ شام اس نبی کے نور کی تجلی گاہ ہوگا ، اور قدم ابراہیمی پر گامزن تیس ابدال کا مرکز اور مستقر شام کا ملک ہی ہے، اس لئے اوّلاً آپ ﷺ کو مکہ سے بیت المقدس جو شام کا علاقہ ہے کی سیر کرائی گئی۔

نوٹ: آپ کی ولادت کے وقت شام، بصریٰ تک کے علاقوں کا روشن ہونا اور آپ کی والدہ، فاطمہ، اور شفاء وغیرہ کا بچشم سر ملاحظہ کرنا ارہاص ہے، ارہاص لغت میں نعت کو کہا جاتا ہے اور شریعت میں ارہاص وہ معجزاتی امر ہے جو نبی کی ولادت کے وقت ظاہر ہو یہ امور نبی کی نبوت کے دلائل، مبادی اور مقدمات ہوتے ہیں، چونکہ آپ ﷺ تاج نبوت سجا کر دنیا میں جلوہ گر ہوئے اس لئے واقعہ فیل میں ابرہہ اور اس کا لاؤلشکر تباہ و برباد ہونا، آپ کے نور نے مکہ مکرمہ سے شام تک ملکوں کو روشن فرمایا جانا ارہاص ہے۔

نتیجہ بحث ابولہب کافر جس کی مذمت مین پوری سورت ''تبت یدا'' نازل ہوئی ہے تا ابد جہنم میں رہے گا، اس کے بارے میں ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی کرنے پر، اس کی برکت سے سوموار کے دن اس کے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے تو کیا خیال ہے اس شخص کی نسبت جو زندگی بھر احمد مجتبیٰ کی ولادت باسعادت پر خوشی مناتا رہا اور کلمہ توحید پڑھتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوا، ولادت سے قبل آپ ﷺ کا تذکرہ، حافظ ابن کثیر نے فرمایا:

''وکانت الاحبار من الیھود والکھان من النصاریٰ ومن العرب قدتحدثوا یامر رسول اللہ ﷺ قبل مبعثہ لما تقارب زمانہ''

ترجمہ علمائے یہود ونصاریٰ کے کاہن اور اہل عرب رسول اللہ کی بعثت سے قبل آپ کے حالات کا تذکرہ کرتے تھے، جس میں آپ کے اوصاف، اور زمانہ نبوت کے حالات اور ہر نبی کا اپنی

امت سے اعلان وفا کا عہد نمایاں ہوتا تھا، قرآن مجید نے اس کی ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا: ''الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذین یجدونه مکتوبا عند هم فی التورٰة والانجیل'، عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر کیا اور شان سے آگاہ فرمایا۔ ''ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمه احمد'' پھر فرمایا 'محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار ،الآیة' فرمایا ''واذ اخذالله میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه 'الآیة'' ان آیات سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے قبل آپ کی ذات، صفات اور منصب نبوت کا تذکرہ ہر دور میں ہوا ہر نبی نے کیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے تذکرے، اور کمالات کے بیان کو تورات اور انجیل کا حصہ بنایا، اس طرح تورات اور انجیل کے حامل انبیاء اور ان کی امتوں کی زبانوں پر ذکر مصطفےٰ کا چرچا رہا، اور ہر دور کے نبی نے اپنی اُمت کو ان کی ولادت، رسالت کی خبر دی اور اتباع کا حکم دیا، امام بخاری علیہ الرحمہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی یہ حدیث لائے ہیں کہ

''مابعث الله نبیا الااخذعلیه المیثاق لئن بعث محمد وهو حی لیؤمنن به ولینصرنه ،وامره ان یأخذ علی امته المیثاق لئن بعث محمد وهم احیاء لیؤمنن به ولینصرنه ولیتبعنه''

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے یہ عہد لیا کہ اگر اس کی زندگی میں محمد ﷺ تشریف لائے تو بہر صورت ان پر ایمان لائے گا یعنی امتی بنے گا اور امور تبلیغ و رسالت میں ان کی معاونت کریگا، اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے یہ عہد لیا کہ وہ اپنی اپنی امت کو پابند کریں گے کہ اگر ان کی زندگی میں محمد ﷺ مبعوث ہوئے وہ ان پر ایمان لائیں گے، ان کی مدد کریں گے اور ان کے دین کی اتباع کریں گے، حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ فرمایا: ''یعلم من هذاان جمیع الانبیاء

بشروا به وامروا باتباعه" (البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۸۴)

جس ذات کے تذکرے، اور جس کی شان عظمت کے بیانات نہ صرف انبیاء کرتے رہے بلکہ اپنی اپنی امت کو ان کی اتباع کرنے، اور شان بیان کرنے کا پابند کرتے رہے اگر ان کا امتی ان کا ذکر کرے، اور ان کی ولادت پر خوشی اور مسرت کا اظہار کرے تو بدعت ہے یہ باعث تعجب نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر انبیاء اور ان کی امتوں کا تذکرہ کرنا بھی بحکم الٰہی ہو لائق حیرت نہیں؟

محفل میلاد کا انعقاد قرون ثلثہ کے بعد شروع ہوا۔ اس سے تمام ملکوں اور بڑے شہروں میں اہل میلاد النبی کی محافل کا انعقاد کرتے ہیں، اس کی راتوں میں صدقات، اور خیرات کرتے ہیں، ولادت باسعادت کا واقعہ اور دیگر خارق عادت امور پر روشنی ڈالی جاتی ہے اس کے باعث اللہ تعالٰی اب پر رحمتوں اور برکتوں کی بارش برساتا ہے ہے۔ محدث ابن جوزی نے فرمایا: "من خواصه انه امان فی ذالك العام، وبشری عاجلة بنیل البفیة والمرام" کہ محفل میلاد کی خصوصی برکتوں سے یہ ہے کہ جو اس کو منعقد کرتا ہے اس کی برکت سے سارا سال اللہ تعالٰی کے حفظ وامان مین رہتا ہے اور اپنے مقصد اور مطلب کے جلدی حصول کیلئے یہ ایک بشارت ہے، انہی کا فرمان ہے کہ سب سے پہلے اربل کے بادشاہ الملک المظفر ابوسعید نے اس کا آغاز کیا۔

بعض لوگ محفل میلاد کے انعقاد کو بدعت مذمومہ، اور امر ضلالۃ کہتے ہیں بدعت کی تعریف حضرت امام شافعی کے حوالے سے پہلے نقل ہو چکی ہے یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ میلاد منعقد کرنا ہرگز بدعت مذمومہ یا امر ضلالت نہیں، بدعت کی تعریفات اور اقسام ہم نے تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب "راہ اجر، اور مسئلہ اذان بر قبر" میں نقل کی ہوئی ہیں۔

شارح مسلم امام نووی نے فرمایا:

"هذا عام مخصوص والمراد غالب البدع قال اهل اللغة هی کل شیء عمل

علی غیر مثال سابق ، قال العلماء البدعة علی خمسة اقسام ، واجبة ، ومندوبة ،ومحرمة ومکروهة ،ومباحة فمن الواجبة نظم ادلة المتکلمین للرد علی الملاحدة والمبتدعین وشبه ذالك ، ومن المندوبة تصنیف کتب العلم وبناء المدارس والربط وغیر ذالك من المباح السنبط فی الوان الاطعمة وغیر ذالك ،والحرام والمکروه ظاهران"

ترجمہ:کل بدعۃ ضلالۃ اگرچہ عام ہے مگر مخصوص ہے یعنی ہر بدعت ضلالۃ نہیں بلکہ غالب بدعت ضلالۃ ہوتی ہے، بدعت وہ چیز ہے جس کی مثال پہلے موجود نہ ہو علماء نے فرمایا بدعت کی پانچ قسمیں ہیں،(۱) واجب (۲) مستحب (۳) حرام (۴) مکروہ (۵) مباح

واجب: جیسے متکلمین کا ملحدوں اور اہل بدعت کا رد کرنے اپنے دلائل کو منظّم کرنا، مستحب جیسے مختلف علوم وفنون کی کتابیں تصنیف کرتا، مدرسے اور سرائیں بنانا، مباح جیسے طرح طرح کے کھانے پکانا، حرام اور مکروہ ظاہر ہیں ۔(شرح مسلم ص ۲۸۵) محفل انعقاد سے نہ کسی سنت کی خلاف ورزی لازم آتی ہے نہ کسی فعل حرام کا ارتکاب بلکہ یہ نعمت خداوندی پر اس کے شکر کی ادائیگی ہے اور شکر کا ادا کرنا آیات کثیرہ سے ثابت ہے چند آیات پہلے نقل ہو چکی ہیں اسی طرح آیت "قل بفضل لله وبرحمته فبذالك فلیفرحوا" سے بھی اس فضل ونعمت خداوندی پر اظہار مسرت کرنا حکم الٰہی ہے۔

﴿وما علینا الا البلاغ﴾

بندۂ گنہگار قاضی محمد عظیم نقشبندی

استاذالعلماء کی دیگر علمی تصانیف

مجلس العلماء اہلسنت
وادیٔ بناہ کھوئی رٹہ آزاد کشمیر

0355-7502193, 0300-9536420, 0300-5315223, 0346-5286259